خطباتِ خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 40

Track - 2

24:00

"روح اور مادی وجود کا تعلق"

روح اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی جان ہے۔اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق
کو تخلیق کیا تو مخلوق کے اندر دیکھنے، سننے، محسوس کرنے اور پہچاننے کی
کوئی صلاحیت موجودنہیں تھی۔خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پتلا تھا ۔ حرکت بھی
نہیں تھی۔اللہ تعالیٰ خود دانا ہیں ، بینا ہیں، محیط ہیں، قدیر ہیں، علیم ہیں،
قدیر ہیں،قادر مطلق ہیں۔ جو چاہیں ، جب چاہیں، جس طرح چاہیں کرتے
ہیں۔ان کا کوئی مشیر بھی نہیں ہے۔ان کی کوئی برابری کانہیں ہے۔وہ اپنے
معاملات میں درو بست قادر مطلق ہیں۔اللہ تعالیٰ کی جان بھی قادر مطلق
ہے۔اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رحیم ہے، کریم ہے ۔ اللہ تعالیٰ ستار العیوب ہیں ،
عیبوں کو چھپاتے ہیں۔ غفا الذنوب ہیں، گناہوں کو ازخود معاف کردیتے ہیں۔
معافی مانگنے سے گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔ مغفرت ہوجاتی ہے۔جب
اللہ تعالیٰ نے اس پتلے میں اپنی جان میں سے جان ڈالی تو یہ پتلا اللہ تعالیٰ کی
صفات کا حامل ہوگیا۔اللہ تعالیٰ سنتے ہیں ۔ پتلے کے اندر جان داخل ہوئی تو
پتلے نے سننا شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ بصیر ہیں، دیکھتے ہیں۔ پتلے کے اندر جب
اللہ تعالیٰ کی جان داخل ہوئی تو پتلے نے دیکھنا شروع کردیا۔اللہ تعالیٰ علیم
ہے ، پتلے کو علم حاصل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ خبیر ہے، پتلا باخبر ہوگیا۔اللہ تعالیٰ
قادر مطلق ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے پتلے کو جتنا اختیار دیا پتلا اختیار استعمال کرنے پر
قادر ہوگیا۔روح کا جب ہم تذکرہ کرتے ہیںتو لامحالہ ہمارا تعلق اور ذہن اللہ
تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔اس لئے کہ روح اس سے نکال دی جائے تو وہ
پتلے کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔ نہ وہ سن سکتا ہے ، نہ وہ دیکھ سکتا ہے ، نہ وہ
محسوس کرسکتا ہے۔ نہ وہ کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے۔ نہ وہ کسی چیز کا
انتخاب کرسکتا ہے۔لیکن جب تک روح اس کے اندر موجود رہتی ہے ہرکام کرتا
ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوجاتا ہے۔آپ سب حضرات عظیمیہ
سلسلے کے افراد یہ بھی جانتے ہیں کہ پتلے میں روح آنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے
پتلے سے اپنا تعارف کرایا تو کہا کہ میں تمہارا پیدا کرنے والا ہوں۔تمہارا رب
ہوں۔پتلے نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔لیکن ربوبیت کا اقرار کب کیا جب پتلے
میں روح تھی۔یا یوں کہئے کہ براہ راست روح نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اللہ تعالیٰ
کو سنا، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ہم جب اپنی روح سے واقف ہوجاتے
ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اس زون میں چلے گئے جس زون میں
روح اللہ کو دیکھ چکی ہے۔ جس زون میں روح اللہ کی آواز سن چکی ہے۔جس

زون میں روح اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرچکی ہے۔روحانیت کا منشاء اس کے
علاوہ کچھ نہیں ہے کہ یوم ازل میں جس طرح روح نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر
اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا ہے اس دنیا میں بھی بندے مادی وجو د کے ساتھ
یا مٹی کے پتلے کے ساتھ اپنی روح سے واقفیت حاصل کرے اور جیسے ہی اسے روح
سے واقفیت حاصل ہوجاتی ہے روح کی تمام صفات جو ازل میں اسے منتقل
ہوچکی ہیںانسان ان سے واقف ہوجاتا ہے۔جاگناسونا، خواب ، کشف الہام یہ
ہم لوگ پڑھتے ہیں یا سنتے   جتنی باتیں تصوف میں اور روحانی کتابوں میں
ہیںاس کا منشاء صرف اور صرف یہ ہے کہ جب کوئی انسان اپنی روح سے اپنی
اصل سے واقف ہوجاتا ہے تو وہ اللہ سے واقف ہوجاتا ہے۔اس لئے کہ روح اللہ
سے پہلے سے واقف ہے۔ جتنے بھی اسباق ہیں، مراقبے جات ہیں،ذکر و فکر
ہے۔ ذکر جلی ہے۔ ذکر خفی ہے۔نفی اثبات ہے۔جو بھی کچھ ہے۔اس کا منشاء
یہی ہے کہ انسان اپنی روح سے واقف ہوجائے۔جب تک انسان اپنی روح سے
واقف نہیں ہوگا روح نے ازل میں جو صفات حاصل کئے ہیں اللہ تعالیٰ سے ان
سے واقف نہیں ہوگا۔اب یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ انسان ساری زندگی روح
کے ساتھ بسر کرتا ہے۔ روح کے بغیر کھا نہیں سکتا۔ روح کے بغیر پانی نہیں پی
سکتا۔روح کے بغیر شادی نہیں کرسکتا۔روح کے بغیراس کے بچے نہیں ہوتے۔روح
کے بغیر وہ کوئی علم نہیں حاصل کرسکتا۔روح کے بغیر گھر نہیں بناسکتا۔اس
لئے کہ جب تک روح جسم میں رہتی ہے وہ گھر بھی بناتا ہے ۔ شادی بھی کرتا
ہے۔کسی مردہ جسم نے کبھی گھر نہیں بنایا۔ کبھی شادی نہیں کی۔کسی مردہ
جسم عورت نے کبھی بچے نہیں جنا۔ کسی مردہ مرد نے شادی کرکے اولاد پیدا
نہیں کی۔تو جتنا بھی آپ غور کریں یہ مادی جسم اسی وقت تک کام کرتا ہے
جب تک اس کے اندر روح ہو۔اب کوئی بھی کام کریں آپ۔ دین کا کام کریں ۔
دنیا کا کام کریں۔اچھا کام کریں۔ برا کام کریں۔اس کے لئے لازم ہے کہ آپ کے
اندر روح موجود ہو۔اگر آپ کے اندر روح موجود نہیں ہوگی آپ کچھ بھی نہیں
کرسکتے۔ نہ آپ نماز پڑھ سکتے ہیں، نہ روزہ رکھ سکتے ہیں، نہ خیرات
کرسکتے ہیں ، نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں، نہ حج کرسکتے ہیں، نہ کاروبارکرسکتے
ہیں۔کچھ بھی نہیں کرسکتے۔اب یہ بات بہت زیادہ غور و فکر کی ہے بلکہ اس
میں تو غور و فکر کی ضرورت ہی نہیں ہے کیا اس میں غور و فکر کی ضرورت
ہے کہ روح کے بغیر جسم جو ہے مردہ ہوتا ہے ۔ کچھ نہیں ہوسکتا ۔ ڈیڈ باڈی
ہوتا ہے۔ اس میں کیا فکر کی بات ہے؟ کون سے تفکر کی بات ہے ۔ اس میں
کون سی ایسی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آتی؟ آج میرے اباجی مرگئے۔ میری
والدہ کا انتقال ہوگیا۔ میرے دادا مر گئے۔ میں نے سب کو دیکھا۔میں نے کسی
اپنے دادا کو، باپ کو ، دادی کو ، نانی کو نہیں دیکھا کہ مرنے کے بعد بھی انہوں نے
اٹھ کے بیٹھ گئی ہوں۔ ایک گھونٹ پانی پی لیا ہو۔میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ
کسی مردہ جسم نے کوئی گھر بنایا ہو۔کسی نے کبھی نہیں دیکھا کہ مردہ جسم
نے دکان پہ بیٹھ کے اس نے دکانداری کی ہو۔تاریخ انسانی میں ایک مثال ایسی

نہیں ہے کہ کسی مردہ جسم نے کسی کمپنی میں جاکر ملازمت کی ہو۔لامحالہ یہی بات حتمی، آخری اور حقیقی ہے کہ انسان کا مادی جسم روح کے بغیر ڈیڈ باڈی ہے۔ مردہ ہے، لاش ہے ۔ جب تک اس کے اندر روح رہے گی، رہتی ہے ،حرکت ہوتی ہے۔ اور جب روح نکل جاتی ہے تو حرکت ختم ہوجاتی ہے۔تو انسان کا اصل جو ہے وہ مادی وجود نہیں ہے۔انسان کی اصل اس کی روح ہے۔ یا یوں کہئے اصل انسان مادی وجود نہیں ہے ۔ اصل انسان گوشت پوست کے پتلے کا نام نہیں ہے ۔ ہڈیوں کے ڈھانچے کا نام نہیں ہے۔اصل انسان روح ہے۔اور جب کوئی انسان اپنی اصل کو اپنی ذات کو پہچان لیتا ہے ، روح چونکہ اللہ کو دیکھ چکی ہے ۔ روح چونکہ اللہ کی آواز سن چکی ہے ۔ روح چونکہ اللہ کی ربوبیت کا نہ صرف یہ کہ اقرار کرچکی ہے بلکہ عہد کرچکی ہے اس لئے وہ اللہ کو دیکھ لیتا ہے ، اللہ کو سن لیتا ہے اور اللہ کی ربوبیت کے دائرے کار میںاس طرح آجاتاہے جس طرح ایک بچہ ماں کے آغوش میںآتا ہے۔یہ ذکر اذکار، شب بیداری، نوافل سب اس لئے ہیں کہ آدمی مادی وجود سے اپنا رشتہ توڑ کے اپنی اصل روح کی طرف متوجہ ہو۔الحمد للہ ! آج کی مجلس میں ہمیںسوفیصدی تو نہیںلیکن کافی حد تک کامیابی ہوئی۔اللہ تعالیٰ ہماری اس مختصر سی ریاضت کو ، ٹوٹی پھوٹی عبادت کوقبول فرمائیں۔اور ہمیں اس بات کی طرف متوجہ رہنے کی توفیق دے کہ مادی وجود کچھ نہیں ہے۔مادی وجود ڈیڈ باڈی ہے۔اگر انسان زندہ رہتے ہوئے بھی اپنی اصل سے واقف نہیں ہے تو وہ چلتی پھرتی لاش کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔جب اسے یہ پتہ ہی نہیںہے کہ میں کون ہوں کیا ہوں تو وہ بیکار عضو معطل ہے اور کچھ نہیں ہے۔اگر انسان کی زندگی کا حاصل کھانا پینا، شادی، بچے پیدا کرنا ہے تو یہ اس سے بڑی حماقت کی بات دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتی ہے۔اس لئے بچے تو چوہوں کے بھی ہوتے ہیں۔بچے تو کتے کے بھی ہوتے ہیں۔بچے تو بلیوں کے بھی ہوتے ہیں۔ بچے تو بھیڑیوں کے بھی ہوتے ہیں۔ شیر کے بھی ہوتے ہیں۔مرغی کے بھی ہوتے ہیں۔ تو اگر آپ کے بھی بچے ہوگئے تو آپ انسان تو نہیں ہوئے۔حیوان ہیں آپ ۔ جس طرح حیوان کے ... کتے کے بچے ہوتے آپ کے بھی بچے ہوگئے۔بلیوں کے بچے ہوتے ہیں ، ہمارے بھی بچے ہوجاتے ہیں۔بلی نے اپنے بچوں کو دودھ پلادیا۔ ہماری ماں نے ہمیں دودھ پلادیا۔ کتے نے اپنے بچے کی تربیت کی۔ ہڈیاں لاکر کھلادی ، جو بھی خوراک ہے۔ ہم بھی اپنے بچوں کو محنت مزدوری کرکے روٹی کھلادیتے ہیں۔ کتے میں انسان میں اس وقت تک فرق واقع نہیں ہوتا جب تک انسان اپنی اصل سے واقف نہ ہو۔اور اس کے جانچنے کا ، پرکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کا اور چوہے ، بلی اور کتے کی زندگی کا تجزیہ کرے۔اگر کتے ، بلی اور چوہے کی زندگی اور انسان کی زندگی برابر برابر ہے۔تو انسان حیوان سے ممتاز نہیں ہے۔اگر حیوانات سے ممتاز کوئی چیز اس کے اندر ہے تو وہ انسان کہلانے کا مستحق ہے۔اور وہ ممتاز چیز کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اپنی روح سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے۔روح کتے کے اندر بھی ہے۔ روح چوہے کے اندر

بھی ہے۔روح بلی کے اندر بھی ہے۔ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بلی کے اندر روح
نہیں ہے؟ لیکن بلی اپنی روح سے واقفیت حاصل نہیں کرسکتی۔ واحد مخلوق اللہ
تعالیٰ کی انسان ہے، یا جنات ہیں۔ لیکن سب سے بڑی مخلوق اللہ تعالیٰ نے جس
کو یہ وصف بخشا ہے واقفیت کا وہ انسان ہے کہ وہ اپنی روح سے، اپنی ذات
سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے۔جتنے پیغمبر تشریف لائے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار
پیغمبر آئے۔آخری نبی سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ان کی
تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان واحد مخلوق ہے جو اپنی روح سے واقفیت
حاصل کرسکتی ہے۔دوسری مخلوق انسان کی طرح روح سے واقفیت حاصل
نہیں کرسکتی۔اگر انسان اپنی روح سے واقف نہیں ہوتا تو اس کی حیثیت ہر گز
انسان کی نہیں ہے۔وہ حیوانات کے زمرے میں آئے گا۔ حیوانات کے زمرے میں
مرے گا۔ حیوانات کے زمرے میں پیدا ہوگا۔ اور حیوانات کے زمرے میں زندگی
پوری کرے گا۔انسان اور حیوانات میں جو وصف ہے۔ یا انسان اورحیوان کو جو
چیز الگ الگ کرتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ انسان اپنی اصل سے واقف ہوسکتا
ہے۔لیکن اگر انسان اس وصف کو کام میں لاکر صرف مادی وجود میں زندہ رہتا
ہے تومذہبی نقطہ نظر سے اس کی حیثیت حیوانات سے ہر گز ممتاز نہیں ہے۔
آج شب بیداری میں، اس نورانی محفل میںہم سب نے اللہ تعالیٰ کے حضور
عاجزی ، انکساری کے ساتھ اللہ کو پکارا ہے ۔ اللہ کے نام کا ورد کیا ہے۔ میں
یقین کے ساتھ آپ سب حضرات سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ نے ہماری پکار
سنی ہے۔ اور انشاء اللہ اگر ہم اللہ کو اسی طرح پکارتے رہے۔ مادی وجود کی
نفی کرتے رہے۔اپنی روح کا کھوج لگاتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کسی کی کوشش رائیگاں نہیں کرتا۔اللہ کا یہ وعدہ
ہے۔ میں کسی کی دعا رد نہیں کرتا۔ لیکن دعا میں، کوشش میں اگر انسانی
وجود کی نفی نہ ہو پھر وہ دعا قبول نہیں ہوتی۔اگر عبادت اور ریاضت میں
انسان مادی وجود کے جھمیلے میں پڑا رہے ۔ منتشر خیالات میں گھرا رہے ۔
شکوک و وسوسوں میں خود کو تباہ و برباد کرتارہے ۔ تو اس کی رسائی اللہ تک
نہیں ہوتی۔ہر روحانی طالب علم کو، طالبہ کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے
کہ جس بندے کے دل میں شک ہوگا وہ اللہ تک کبھی نہیں پہنچے گا۔جس بندے
کے دل میں شک ہوگا وہ اللہ کی کتاب سے کبھی استفادہ نہیں کرے گا۔جس
بندے کے دل میں شک ہوگا وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے کبھی
آراستہ نہیں ہوگا۔اور شک کی بنیاد مادی وجود کا اثبات ہے۔جتنا آپ مادی وجود
میں اپنے آپ کو غرق کردیںگے ، فنا کردیں گے اتنے ہی آپ کے اندر شک اور
وسوسوں کی بھرمار ہوجائے گی۔اور جتنے آپ اپنے مادی وجود کی نفی کرکے اپنے
اصل کو تلاش کریں گے اسی مناسبت سے آپ کے اندر یقین کا پیٹرن بنتا چلا جائے
گا اوراتنا بنتا چلاجائے گا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلان کردہ اس آیت کی تشریح بن
جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور جو لوگ میرے اوپر مستحکم یقین رکھتے
ہیںمیں ان کے اوپر ایسے انعامات اور اکرامات کی بارش کردیتا ہوںکہ وہ کہتے

ہیں ... یقولون ... وہ کہتے ہیں کہ امنا بیہ ... کہ ہم نے اس بات کا مشاہدہ
کرلیا ہے ، دیکھ لیا ہے اس بات کو ... کل من عند ربنا ... کہ کائنات میں ہر چیز
دروبست اللہ کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔کائنات کی ہر چیز کو دروبست اللہ نے
احاطہ کیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔اور سلسلہ عالیہ عظیمیہ
کی تعلیمات کو خود سمجھنے، اس پر خود عمل کرنے کی توفیق کے ساتھ ساتھ
ہمیں اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی ہمت اور توفیق دے کہ ہم سلسلہ عالیہ
عظیمیہ کی تعلیمات سے اس طرح آراستہ ہوجائیں کہ ہمیں دوسروں کو بتانا نہ
پڑے کہ ہم عظیمی ہیں۔خود لوگ ہمیں دیکھیں۔ہمارے کردار کو دیکھیں۔ہمارے
اخلاق کو دیکھیں۔ہمارا معاملات سے واقف ہوں۔اور ان کو ہمارے اندر ایسی
کشش نظر آئے کہ وہ خود سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی طرف راغب ہوں ۔ اور اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ہمیں جو سکون او راطمینان نصیب ہوا ہے ان کو بھی
اطمینان و سکون نصیب ہو۔اور ہم سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار
میں مرنے کے بعد اور اللہ تعالیٰ کرے زندگی میں بھی سرخرو ہوں۔ یہاں بھی
سرخرو رہیں اور مرنے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ہمیں سرخروئی
حاصل ہو۔حضور قلند بابا اولیاء کی خوشنودی حاصل ہو۔ان کا فیض ہمارے اوپر
محیط ہو۔ ہم اللہ کے دوست بن کر اللہ کی مخلوق کے ساتھ دوستی کریںاور
خدمت کریں۔آ پ سب حضرات نے وقت نکال کر ، رات کا آرام چھوڑ کر اپنے
گھروں سے یہاں تشریف لائے۔بلاشبہ یہ آپ کے لئے بھی سعادت ہے۔میرے لئے بھی
سعادت ہے۔ہم سب اس سعادت کے حصول کے لئے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔
آپ سب حضرات کا بہت شکریہ۔والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔